قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفَضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 4/ نومبر 2022ء | 8/ ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 4/ نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:240

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ﴿۲۲۳﴾

(البقرہ:223)

ترجمہ: یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء)

حضرت عطاء ابن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پراگندہ بال اور بکھری داڑھی والا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارہ سے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کرکے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بھلی شکل بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ وہ شیطان اور بھوت لگے۔

(موطأ امام مالك كتاب الشعر باب اصلاح الشعر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

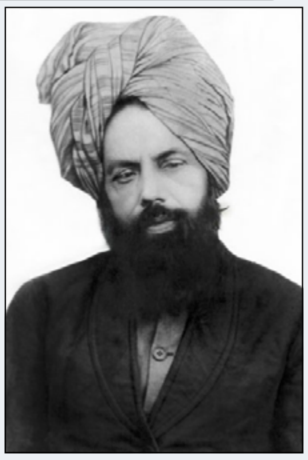

- بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 148-149 ایڈیشن 1984ء)

- اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ یعنی خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو توّابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی اور متطہّرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی۔ اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے کہ جو محض ظاہری پاکیزگی کا پابند ہو بلکہ توّابین کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خدا تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔ لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے۔ اور اگرچہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا مگر چونکہ اُس نے تھوڑا سا کام خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق کیا ہے یعنی اپنے گھر اور بدن اور کپڑوں کو ناپاکیوں سے پاک رکھا ہے اس لئے اس قدر نتیجہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بعض جسمانی بلاؤں سے بچا لیا جائے بجز اُس صورت کے کہ وہ کثرت گناہوں کی وجہ سے سزا کے لائق ٹھہر گیا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے یہ حالت بھی خدا تعالیٰ میسر نہیں کرے گا کہ وہ ظاہری پاکیزگی کو کماحقّہٗ بجالا کر اس کے نتائج سے فائدہ اُٹھا سکے۔ غرض بموجب وعدہ الٰہی کے محبت کے لفظ میں سے ایک خفیف اور ادنیٰ سے حصہ کا وارث وہ دشمن بھی اپنی دنیا کی زندگی میں ہو جاتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لئے کوشش کرتا ہو۔ جیسا کہ تجربہ کے رُو سے یہ مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے اور اپنی بدر روؤں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور اپنے کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبُو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں پس گویا وہ اس طرح پر یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ کے وعدہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پروا نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں اُن کو آ پکڑتی ہیں۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 336-337)

فرمان خلیفہ وقت

صاف ستھرا رہنے یا اچھے کپڑے پہننے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے اور یہ خیال دل میں نہیں آنا چاہئے کہ اپنے سے مالی لحاظ سے کم تر کسی شخص کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ اگر یہ صورت ہوگی تو پھر تکبر ہے۔ ورنہ اچھے کپڑے پہننا اور صاف ستھرا رہنا، اچھے جوتے پہننا یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار ہے اور اگر تکبر ہوگا تو تب فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے پھر جنت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے مومن اور دنیادار میں یہی فرق ہے کہ وہ صاف ستھرا رہتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے اچھے جوتے پہنتا ہے اپنے گھر کو سجا کر رکھتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے یعنی اس کا یہ ظاہری خوبصورتی کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور کیونکہ مومن کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے غریب آدمی کے ساتھ مالی لحاظ سے اپنے سے کم بھائی کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اس کا پاس لحاظ رکھنا یہ بھی اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کسی مالدار شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس کا پاس لحاظ کرنا ہے۔ یہ ہے اسلامی تعلیم کہ تم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ سے اظہار بھی کرو لیکن اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ان غریبوں کا بھی خیال رکھو تا کہ ان کا ایک بھائی کی حیثیت سے حق پورا ادا ہو۔

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 267)

اس شمارہ میں

- روزِ محشر جواب کیا دو گے (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- وقف زندگی
- دادا جان مولوی غلام محمد مرحوم
- مسکراہٹ، علاج الا مراض
- شاہد آفریدی

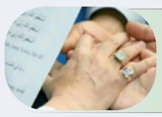

دربارِ خلافت

جماعت کی خدمت پر مامور ہر شخص کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خاص طور پر ہر اُس شخص کو جس کو جماعت کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور عام طور پر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کیونکہ حقِ بیعت زبانی دعووں سے اور صرف ماننے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ عمل کی قوت جب تک روشن نہ ہو، کچھ فائدہ نہیں۔ پس ہم اگر یہ اعلان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے کہ کوئی بشر موت سے باہر نہیں رہا۔ اگر ہمارا یہ اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبی بھیج سکتا ہے اور آج بھی جس سے چاہے کلام کرسکتا ہے اور وحی کرسکتا ہے کیونکہ اُس کی کوئی صفت محدود اور خاص وقت کے لئے نہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور آپ کی پیروی اور محبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر شرعی نبی کا اعزاز دے کر بھیجے گئے ہیں اور ہم نے اُن کو مانا ہے۔ اگر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم وہ آخری شرعی کتاب ہے جو چودہ سو سال سے اپنی اصلی حیثیت میں محفوظ چلی آ رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لی ہے اور کوئی دوسری شرعی کتاب آج اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں۔ جب ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ تم جتنا شور مچالو کہ قرآنِ کریم اپنی اصلی حالت میں نہیں یا چند صدیاں پہلے لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ آج کل اسلام مخالف ٹی وی پروگراموں میں اور تحریروں میں بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ قرآنِ کریم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں اترا تھا بلکہ یہ چھ سات سو سال پہلے لکھا گیا تھا تو ہم ثابت کرتے ہیں کہ تم غلط ہو۔ آج جماعت احمدیہ ان کو چیلنج کر کے دلائل سے ان کا منہ بند کرتی ہے اور ہمارے دلائل کا ہی اثر ہے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا تھا اور ٹی وی چینل پر یہاں پروگرام بھی کیا تھا کہ قرآنِ کریم خدائی صحیفہ نہیں، اُس کو جب ہم نے مقابل پر بلایا تو اُس نے آنے سے انکار کر دیا۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کی بعثتِ ثانی کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے میں بھیجا ہے۔ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی آخری شرعی کتاب آج تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے تو کیا یہ سب اور متفرق اعتقادی باتیں ہمیں ہمارا مقصد پورا کرنے میں کامیاب کر دیں گی!؟ تو جواب یہ ہے اور یقیناً یہی جواب ہے کہ ’’نہیں‘‘۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے بعد عیسیٰ کی آمدِ ثانی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونی تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے وجود سے ہونی تھی، اس بات کو اگر ہم وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ہوئیں تو صرف عقیدے پر قائم ہونا فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی مسیح موعود ہیں جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور آپ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا تھا تو پھر آپ کی تعلیم کا اثر بھی ہمیں اپنے پر ظاہر کرنا ہوگا۔ ورنہ صرف عقیدہ بے معنی ہے۔

اگر ہم قرآنِ کریم کو آج تک محفوظ سمجھتے ہیں لیکن اس میں بیان احکامات جو ہماری عملی زندگی کے لئے ضروری ہیں اُن پر عمل نہیں کرتے تو قرآنِ کریم کے دفاع میں صرف ہمارا اعلان ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ اعلان تبھی پُر اثر ہو گا جب ہم اس تعلیم کو اپنی عملی حالتوں پر جاری کریں گے۔

پس یہ عقائد جو ہم پر عملی ذمہ داری ڈالتے ہیں اُنہیں پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی عملی حالتوں کی درستگی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے۔

(خطبہ جمعہ 6 دسمبر 2013ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 678-679)

روزِ محشر جواب کیا دو گے

جو گھڑی ہاتھ سے نکل جائے
وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتی

یہ عطائے کریم ہے ورنہ
عقل تو عمر بھر نہیں آتی

تیر ترکش کے تم چلا بیٹھے
اب کماں ہاتھ پر نہیں آتی

ہر جتن تم نے کر کے دیکھ لیا
اس کی نصرت مگر نظر نہیں آتی

شرم اپنے کیے پہ ہی تم کو
شاید آجائے، پر نہیں آتی

روشنی لامکاں پہ جا پہنچی
کیوں تمہارے نگر نہیں آتی

بوئے گلشن تو کُو بہ کُو پھیلی
اِک تمہارے ہی گھر نہیں آتی

ہم پہ سورج سدا چمکتا ہے
تم پہ لیکن سحر نہیں آتی

روزِ محشر جواب کیا دو گے
بات واں بول کر نہیں آتی

جب تلک آنکھ وا نہیں کرتے
بات بنتی نظر نہیں آتی

عطاء المجیب راشد۔ لندن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

آسمانی تعلیم و تربیت

قسط 42

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ’’دِل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 164-165)

آنحضور ﷺ کی بعثت کے وقت کے معاشرہ کی عکاس عربی شاعری پڑھ سکیں تو اندازہ ہو کہ آنکھوں کو پاکیزگی کا درس دینا کتنا بڑا انقلاب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو یہ سکھانے کا ارشاد فرمایا کہ

یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ

(النور:31)

ترجمہ:اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔

غضِّ بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(تفسیر الطبری جلد 18 صفحہ 116)

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں نظر اُٹھانے اور نظر جھکانے کے آداب، اثرات، خطرات سب کچھ واضح کیا ہے۔ نگاہ کا غلط استعمال بہت سارے فتنوں اور آفتوں کی بنیاد بنتا ہے۔ مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی ابتداء دونوں کی نظریں ملنے سے ہوتی ہے اور یہ ہوتا ہے کہ جب کسی پر نظر پڑتی ہے تو خواہ دوسرے کی نظر نیچی ہی ہو تب بھی اس پر اثر پڑ جاتا ہے۔ بدنظر سے ہی دل میں تمام قسم کے بدخیالات و تصورات جاگتے ہیں۔ انسان کے دل میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور طبیعت لذت یابی پر مائل ہوجاتی ہے۔ جس کے بھیانک نتائج کسی کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں۔

نفس کے خالق سے بڑھ کر علم النفس کی باریکیاں کوئی نہیں جان سکتا۔ اس نے آنکھوں میں لذت لینے کی صلاحیت رکھی اور پھر اسے جائز حدود میں رکھنے کا حکم دیا تا کہ اجرعظیم سے نوازے۔ آنکھیں نیچی رکھو کہ کر وہ دروازہ بند کر دیا جہاں سے خرابیاں در آتی ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنظری کے حوالے سے ارشاد فرمایا: النَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِي أَبْدَلْته إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ

(المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1417ھ، جلد3، صفحہ 153)

جب کسی مسلمان کی کسی عورت کی خوبصورتی پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ غضِّ بصر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق دیتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہاری نگاہیں اچانک پڑنے والی نظر کی پیروی نہ کریں۔ کیونکہ اچانک پڑنے والی نظر معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دیکھنا معاف نہیں۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ’’اچانک نظر پڑ جانے‘‘ کے بارہ میں دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ’’اِصۡرِفۡ بَصَرَكَ‘‘ اپنی نگاہ ہٹا لو۔

(ابو داؤد کتاب النکاح باب فی مایؤمر بہ من غض البصر)

آنحضرت ﷺ نے راستہ کے حق کے بارے میں وضاحت فرمائی: راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ ہمیں رستوں میں مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر رستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غَضِّ بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی رہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی اور آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے۔ آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے اور اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ عزّ و جل کی راہ میں پھوڑ دی گئی ہو۔

(سنن دارمی، کتاب الجہاد، باب فی الذی یسھر فی سبیل اللّٰہ حارساً)

حضور اکرم ﷺ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا ایسے لگتا تھا کہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لپٹتی جارہی ہے۔ ہم ساتھ چل کر تھک جاتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گردن اکڑا کر نہ چلتے بلکہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔

(ترمذی 42)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فضل (بن عباس) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے تو خَثْعَمْ قبیلہ کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگ پڑے اور وہ فضل کو دیکھنے لگ گئی۔ تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا۔

(بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا، آپ ان کو صرف اپنے کلام سے بیعت کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات، 3/350، الحدیث:4891)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ إِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّاتِ، (صحیح بخاری) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ اچانک نظر پڑنا یا نیت کے ساتھ جان بوجھ کر دیکھنے میں فرق ہے۔ اللہ کے خوف سے جھکی رہنے والی آنکھوں والے مطہر و مقدس وجود پر لاکھوں درود و سلام۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

(درثمین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے آقا و مطاع کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے متبعین کو غض بصر کے قرآنی حکم پر عمل کی تلقین فرمائی اور خود عمل کر کے دکھایا۔ فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے، بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بد نظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 533)

’’ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہیں۔‘‘ (اب اس میں ایسی عورتیں بھی ہیں جو پردہ میں نہیں ہوتیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو عورت پردے میں نہیں ہے اس کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ ان کو بھی دیکھنے سے بچیں)۔ ’’اور ایسے موقعوں پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنے، ان کے حسن کے قصے نہ سنے۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 100 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 440)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غضِ بصر اور پردہ کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفّت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے نہ سننا، اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذباتِ شہوت محل اور موقع پاکر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔۔۔۔

خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ

اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی کچھ فرق نہیں پڑے گا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343- 344)

حضرت اقدس علیہ السلام فارسی الاصل مغل تھے آنکھیں بڑی بڑی اور پپوٹے بھاری تھے۔

''آپ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وضع کے تھے کہ سوائے اس وقت کے جب آپ ان کو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غض بصر کے رنگ میں رہتی تھیں بلکہ جب مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں۔ اسی طرح جب مردانہ مجالس میں بھی تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی۔ گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 414)

ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 364 روایت نمبر)

حضرت اقدس علیہ السلام نے حضرت شیخ غلام نبی صاحب سیٹھیؓ کے بعض سوالات کے جواب میں دست مبارک سے خط لکھا جس میں ایک فقرہ ہے ''بیگانہ عورتوں سے بچنے کے لئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے۔'' اس پر صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

ایک اصولی بات اس خط میں موجودہ زمانہ میں بے پردہ عورتوں سے ملنے جلنے کے متعلق بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں جو بے پردہ عورتیں کثرت کے ساتھ باہر پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور جن سے نظر کو مطلقاً بچانا قریباً قریباً محال ہے اور بعض صورتوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ انسان کو ملاقات بھی کرنی پڑ جاتی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی غیر محرم عورتوں کے سامنے آتے ہوئے انسان کو یہ احتیاط کر لینی کافی ہے کہ کھول کر نظر نہ ڈالے اور اپنی آنکھوں کو خوابیدہ رکھے اور یہ نہیں کہ ان کے سامنے بالکل ہی نہ آئے۔ کیونکہ بعض عورتوں میں یہ بھی ایک حالات کی مجبوری ہے ہاں آدمی کو چاہیے کہ خدا سے دعا کرتا رہے کہ وہ اسے ہر قسم کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں بچپن میں دیکھتا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں کسی ایسی عورت کے ساتھ بات کرنے لگتے تھے جو غیر محرم ہوتی تھی اور وہ آپ سے پردہ نہیں کرتی تھی تو آپ کی آنکھیں قریباً بند سی ہوتی تھیں اور مجھے یاد ہے کہ میں اس زمانہ میں دل میں تعجب کیا کرتا تھا کہ حضرت صاحب اس طرح آنکھوں کو بند کیوں رکھتے ہیں۔ لیکن بڑے ہو کر سمجھ آئی کہ دراصل وہ اسی حکمت سے تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 401- 402)

حضرت اقدس علیہ السلام گھر کی خواتین کے ساتھ رتھ میں سفر فرماتے تو حضرت بھائی عبدالرحمن قادیانی رضی اللہ عنہ کو انتظام وغیرہ کے لئے ساتھ رکھتے۔ جو پردے کا لحاظ رکھنے کے لئے منہ دوسری طرف کرکے کھڑے ہو جاتے ایک دن حضور علیہ السلام نے فرمایا

''میاں عبدالرحمن! یوں تکلف کر کے الٹا کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ سفروں میں نہ اتنا سخت پردہ کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی اس تکلف کی ضرورت۔ اَلدِّیۡنُ یُسۡرٌ۔ اور جس طرح عورتوں کو پردہ کا حکم ہے اسی طرح مردوں کو بھی غض بصر کرکے پردہ کی تاکید ہے آپ بے تکلف سیدھے کھڑے ہوا کریں۔ چنانچہ اس کے بعد پھر میں ہمیشہ سیدھا کھڑا ہوا کرتا تھا بر عائت پردہ۔ بعض بیگمات کی گودی میں بچے ہوا کرتے تھے۔ گاڑی سے اترتے وقت ان کے اٹھانے میں بھی میں بہت حد تک تکلف کیا کرتا تھا مگر اس سے بھی حضور نے روک دیا اور میں بچوں کو محتاط طریق سے بیگمات کی گودیوں میں سے بسہولت لے دے لیا کرتا تھا۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 384- 385)

آپ علیہ السلام جب کچہری سے واپس تشریف لاتے تھے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مڑ کر بند نہیں کرتے تھے تاکہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کرکے پہلے دروازہ بند کر لیتے تھے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔''

(حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل، صفحہ 20)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم ان پیاری ہستیوں کی پیروی میں غضِّ بصر کے حکم کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمِیۡن اَللّٰھُمَّ آمِیۡن

بقیہ: مسکراہٹ، علاج الامراض…… از صفحہ 10

بے ضرر ہے پریشان رہنے اور کڑھنے سے نظام ہضم بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

بعض طبائع کا رونے کی طرف میلان ہوتا ہے اور وہ بیماری میں داخل ہوتا ہے اس سلسلہ میں ہم بعض ادویات تحریر کر رہے ہیں۔ بسبب بیماری ایسے لوگوں کے لیے ہنسنا یا مسکرانا محال ہوتا ہے جو علاج کے بعد بالکل نارمل ہو جاتے ہیں۔

روئے: پلساٹیلا۔ نیٹرم میور۔ سلفر۔ رسٹاکس۔ سیپیا۔ کاسٹیکم۔ اگنیشیا۔ لائیکو پوڈیم۔

اپنی بیماری کے متعلق بتاتے وقت رونے لگے: پلساٹیلا۔ سیپیا

روئے جب اس کی دل جوئی کی جائے تو زیادہ رونے لگے: نیٹرم میور۔ سیپیا۔ سلیشیا

خوشی سے رو پڑے: کافیا۔ پلاٹینا

غیر ارادی طور پر روئے: پلسا ٹیلا۔ نیٹرم میور۔ رسٹاکس۔ اگنیشیا۔ سیپیا۔ پلاٹینا۔

روئے لیکن یہ جانے بغیر کہ کیوں روتا ہے: رسٹاکس

رونے کا رجحان ہو۔ بغیر کسی وجہ کے روئے: رسٹاکس

چلانے سے باز نہ رہ سکے۔ غمگین ہو: پلسا ٹیلا۔ ایپس۔ سلفر

غمگین کسی لمحے بھی رو پڑے: کلکیریا۔ لیکیسس۔ لیک کنائنم۔ کاسٹیکم۔ سمسی فیوگا۔ آرم میٹ۔

معمولی سے غم وفکر پر رو پڑے: کاسٹیکم

کھانسنے سے پہلے رو پڑے: بیلاڈونا۔ برائی اونیا، ہیپر سلفر

جب اسے دیکھا جائے تو رو پڑے: نیٹرم میور

روئے اور قہقہہ لگائے باری باری: مرک سال۔ نکس موشکاٹا

لوگوں سے ملتے وقت رو پڑے: آرم میٹ۔

شکریہ ادا کرنے پر رو پڑنے لگے: لائیکو پوڈیم

اونچی آواز سے روئے: لائیکو پوڈیم

بچہ روئے لیکن جب اسے اٹھالیا جائے تو چپ کر جائے: کیموملیا

بچہ روئے ہر وقت خصوصاً رات کے وقت: جلا پا۔ لیک کنائنم۔ نکس وامیکا۔ سورینم

خواب میں روئے اور آنسو بہائے: گلو نائین

خواب میں باتیں کرے یا رونے لگے: میگ میور

رونے کا وقت

گیارہ بجے رونے کا رجحان: سلفر

4 بجے شام سے 8 بجے تک رونے کا رجحان: لائیکو پوڈیم

رات کے وقت روئے: سائنا۔ نیٹرم میور

بچہ رات کے وقت روئے: جلاپا۔ لیک کنائنم۔ نیٹرم میور۔ نکس وامیکا۔ سورینم۔

ہنسی

ہنسنے سے تکلیف بڑھ جائے: فاسفورس۔ ڈروسرا

قہقہہ لگا کر ہنسے: کنابس انڈیکا

لگاتار ہنسے: کنابس انڈیکا

غم کی وجہ سے ہنسے: اگنیشیا۔ کنابس انڈیکا۔ سٹرامونیم

غیر اختیاری طور پر ہنسے: اگنیشیا

اونچی آواز سے ہنسے: بیلا ڈونا

طنز آمیز ہنسی: بیلاڈونا

بے وقوفانہ ہنسی: ہائیو سائیمس

نیند کے دوران ہنسے: لائیکو پوڈیم

ہنسی کے دورے پڑیں: آرم میٹ۔ اگنیشیا

ہنسی سے کھانسی شروع ہو جائے: ارجنٹم میٹ، ڈوسرا، فاسفورس، سٹینم

ہنسی میں مزاج تبدیل ہوتا رہے، ایک لمحے ہنسے دوسرے لمحے چلائے: اگنیشیا، نکس موشکاٹا، کروکس

معمولی باتوں پر بہت زیادہ ہنسی آئے: کنابس انڈیکا، کروکس، ہائیوسائیمس، اگنیشیا، ماسکس، پلاٹینا، سٹرمونیم

ضروری نوٹ

اگر بعض علامات کے لیے بہت سی ادویات ہوں تو بیک وقت تمام ادویات مرکب کر کے 30 یا 200 طاقت میں استعمال کرائیں اگرچہ یہ طریق ہومیوپیتھی کی گہری فلاسفی کے برخلاف ہے تاہم دنیا کے عالمی شہرت یافتہ ہومیو دواء ساز ادارے مریضوں کے وقت اور جلد بازی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اصول کو اپنائے ہوئے ہیں۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 37

سوال: ایک دوست نے حضور انور کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق مردوں کو زرد رنگ کا لباس پہننے کی مناہی ہے۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے بارہ میں روایات میں آتا ہے کہ وہ اس رنگ کا لباس استعمال کرتے تھے۔ ہر دو باتوں کی تطبیق کس طرح ہوسکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 24/ مئی 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب: کتب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے مردوں کیلئے معصفر، ورس اور زعفران سے رنگے کپڑوں (جو عموماً زرد اور سرخ رنگ یا ان سے ملتے جلتے رنگ ہوتے تھے) نیز خالص ریشم یا قسّی (ایک قسم کا ریشم) کا لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ بَاب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ)(صحیح بخاری کتاب المرضی بَاب وُجُوبِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ) (صحیح بخاری کتاب اللباس بَاب الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ) جبکہ اصفر اور صفرہ (یہ بھی زرد رنگ ہی تھا) کا حضور ﷺ نے خود بھی استعمال فرمایا اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ بھی یہ رنگ استعمال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے سرخ اور زرد رنگ کا جبہ (حُلَّةٌ حَمْرَاءُ) پہنا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب الثَّوْبِ الْأَخْضَرِ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو زرد رنگ سے اپنے (بالوں اور داڑھی) کو رنگتے ہوئے دیکھا اس لئے میں بھی اپنے (بالوں اور داڑھی) کو اس رنگ سے رنگتا ہوں۔
(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ)

اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پر حضور ﷺ نے زرد رنگ دیکھا تو حضور ﷺ کے پوچھنے پر انہوں نے عرض کی کہ انہوں نے شادی کی ہے، اس لئے ان پر زرد رنگ لگا ہوا ہے۔
(سنن نسائی کتاب النکاح باب التَّزْوِيجِ عَلَى نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ)

رنگوں کی کئی اقسام اور کئی Shades ہوتے ہیں۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے کسی خاص قسم کے زرد رنگ سے منع فرمایا تھا جسے یا تو اس زمانہ میں اس علاقہ میں عورتیں استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو گلابی مائل زرد (بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدٍ) کپڑا پہنے دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا۔ جس پر حضرت عبداللہ بن عمرو نے اس کپڑے کو جلا دیا۔ حضور ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے جلانے کی بجائے اپنی کسی بیوی کو دیدیتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس بَاب فِي الْحُمْرَةِ) یا پھر کفار اس زرد رنگ کو پہنتے تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو کفار سے مشابہت سے بچانے کیلئے اس رنگ کے استعمال سے انہیں وقتی طور پر منع فرمایا۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ) جس طرح حضور ﷺ نے بعض ایسے برتنوں کے استعمال سے صحابہ کو وقتی طور پر منع فرمایا تھا جو ان کے علاقہ میں شراب کشید کرنے کیلئے استعمال ہوتے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب الایمان بَاب أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنْ الْإِيمَانِ)

سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل کی گائے کے رنگ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعض رنگ باہم مشابہ ہوتے ہیں اور مختلف نقطۂ نگہ سے ان پر مختلف الفاظ بول لئے جاتے ہیں۔ گہرا زرد رنگ بھی ایسے ہی رنگوں میں سے ہے۔ کوئی دیکھنے والا اسے زرد قرار دیدیتا ہے اور کوئی سرخ جیسے زعفران ہے۔ زعفران اگر مختلف لوگوں کے سامنے رکھا جائے تو بعض لوگ اس کا رنگ سرخ بتائیں گے اور بعض اس کا زرد رنگ قرار دیں گے۔
(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 505-506)

پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معصفر، ورس اور زعفران سے رنگا جانے والا کپڑا زیادہ قیمتی ہو اور ریشم کے لباس کی طرح اس زمانہ میں تکبر اور فخر کی علامت سمجھا جاتا ہو۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کی تربیت کے پیش نظر اور انہیں دنیوی آسائشوں کی بجائے اخروی نعماء کی طرف مائل کرنے اور ان میں فخر و مباحات کی بجائے عاجزی اور انکساری پیدا کرنے کیلئے اس قسم کے قیمتی لباس کے استعمال سے منع فرمایا ہو اور اس کے مقابلہ پر عام زرد رنگ کے استعمال یا عام زرد رنگ کے لباس کے استعمال جس کے نتیجہ میں ان برائیوں اور ان دنیوی آسائشوں کی طرف میلان نہ پیدا ہوتا ہو، اس کی اجازت دی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور بعد میں آنے والے علماء وفقہاء کا مردوں کیلئے اس رنگ کے لباس کے استعمال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثریت نے جن میں حضرت ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی شامل ہیں اس کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے اسے مکروہ تنزیہی (جس کام کے ترک کرنے میں تحتی نہ پائی جاتی ہو۔ یا جس کام کے نہ کرنے سے ثواب ہو اور کرنے سے سزا کی وعید نہ ہو) قرار دیا ہے۔

پس حضور ﷺ نے جس خاص زرد رنگ یا خاص Shade کے استعمال سے مسلمانوں کو منع فرمایا تھا حضرت عثمانؓ نے اس رنگ یا اس Shade کو ہرگز استعمال نہیں فرمایا بلکہ یہ وہ زرد رنگ تھا جو حضور ﷺ نے بھی استعمال فرمایا اور دیگر صحابہ بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے لباس کے رنگ کیلئے ان روایات میں اصفر اور صفرہ کے الفاظ آئے ہیں، معصفر اور زعفران کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

سوال: ایک خاتون نے حدیث نبوی ﷺ ''لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ'' کے پہلے حصہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریح کا ذکر کرکے اس حدیث کے دوسرے حصہ یعنی گھوڑے، عورت اور گھر میں نحوست کے ہونے، کے بارہ میں کئے جانے والے اعتراض کے ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس حدیث کی وضاحت چاہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29/ مئی 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل راہنمائی عطاء فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: شارحین حدیث نے اس حدیث کی مختلف تشریحات بیان کی ہیں۔ چنانچہ ابن عربی کہتے ہیں کہ حدیث میں ان چیزوں کا نحوست کے ساتھ جو حصر کیا گیا ہے وہ ان کی تخلیق کے لحاظ سے نہیں بلکہ ان کی صفت کے لحاظ سے ہے۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہوسکتی ہے تو وہ ان تین چیزوں میں ہوسکتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس عورت کے ہاں اولاد نہ ہو اور جو گھوڑا جنگ میں استعمال نہ ہو اور جس مکان کا ہمسایہ بُرا ہو تو یہ ان چیزوں کی نحوست ہے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ نحوست کا اعتقاد رکھتے تھے، چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور انہیں بتایا کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔ اس کے باوجود ان تین چیزوں کی نحوست کے وہ قائل رہے۔
(فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ)

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنا موقف بیان نہیں فرمایا بلکہ اس زمانہ کے لوگوں کا اعتقاد بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس نظریہ کی تائید حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ

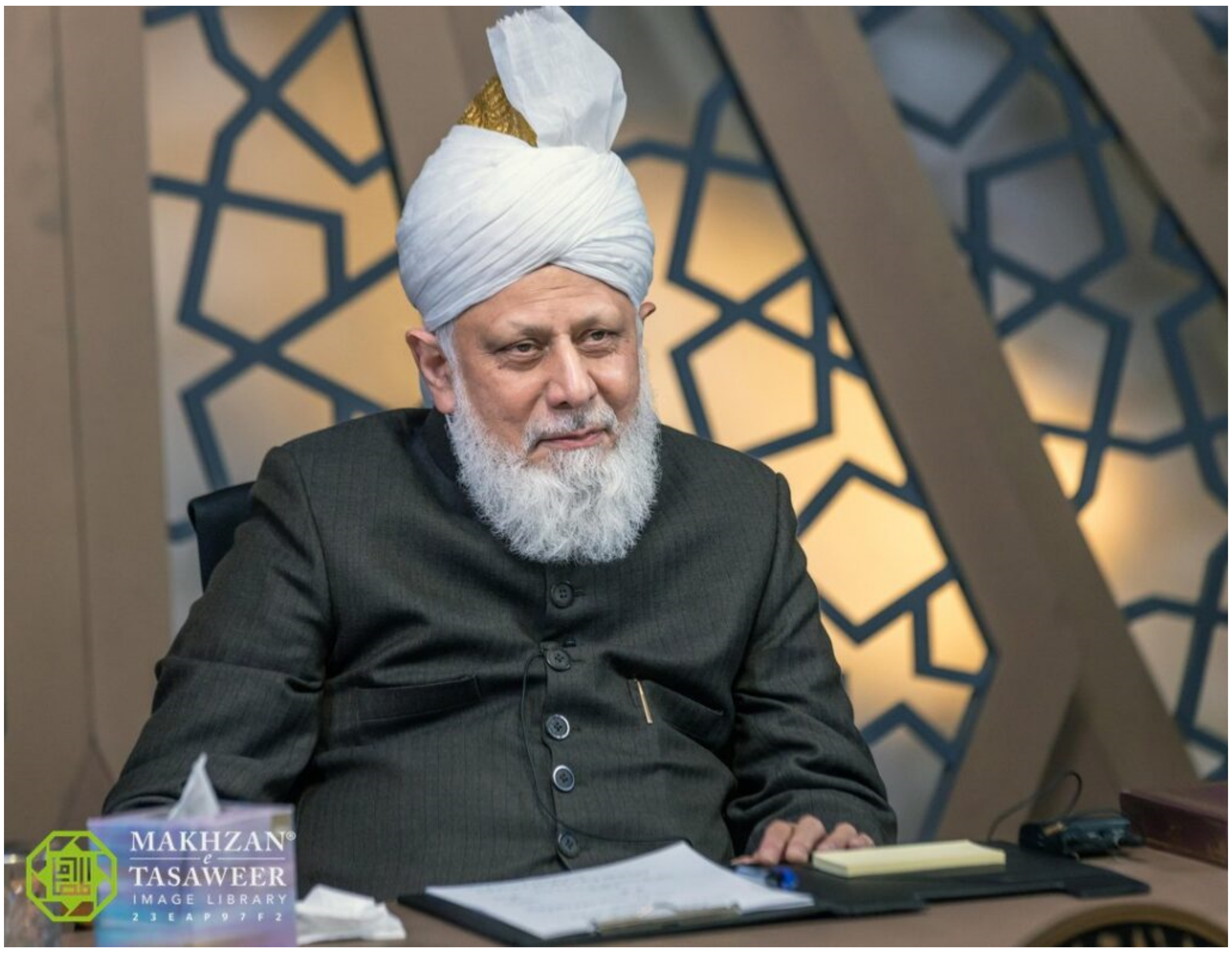

حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے، عورت اور گھر میں نحوست ہوتی ہے۔ اس پر ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ شدید ناراض ہوئیں اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ ان تین چیزوں کو نحوست کا باعث خیال کرتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل کتاب باقی مسند الانصار باب باقی المسند السابق، حدیث نمبر 24841) اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے حضور ﷺ کی بات کا صرف آخری حصہ سنا، پہلا حصہ نہیں سنا۔ اصل میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے جو کہتے ہیں کہ ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی کتاب احادیث النساء باب علقمة بن قیس عن عائشة)

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اصل میں اس حدیث میں زمانہ جاہلیت کے نحوست کے بارہ میں غلط عقیدہ کا بطلان کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ اگر کسی کا گھر ایسا ہو جس میں وہ رہنا ناپسند کرے، یا کسی کی بیوی ایسی ہو جس کی صحبت اسے ناپسند ہو یا کسی کا گھوڑا ایسا ہو جس کی سواری اسے پسند نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہو جائے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ مارنے والا گھوڑا، اپنے خاوند سے بے وفائی کرنے والی بیوی اور مسجد سے دور ایسا گھر جہاں اذان کی آواز نہ پہنچے نحوست کا باعث ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر بَاب مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ)

بہر حال یہ مختلف تشریحات ہیں جو شارحین نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کی ہیں۔ لیکن اگر اس حدیث پر غور کیا جائے اور قرآن و حدیث میں بیان تعلیمات کو سامنے رکھا جائے تو اس حدیث کے مطلق یہ معانی کہ عورت، گھوڑا اور گھر نحوست کا باعث ہیں درست نہیں ٹھہرتے۔ کیونکہ آنحضور ﷺ نے ان تینوں چیزوں کو پسند فرمایا اور ان کی تعریف فرمائی۔ گھر اور گھوڑا حضور ﷺ کے زیر استعمال رہے جبکہ عورتوں سے حضور ﷺ کا بطور والدہ، بیوی اور بیٹی بہت گہرا تعلق رہا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے عورت کے متعلق بطور ماں کے فرمایا کہ جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ (سنن نسائی کتاب الجہاد باب الرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ) نیک بیوی کو دنیا کی سب سے بہترین متاع قرار دیا۔ (صحیح مسلم کتاب الرضاع بَاب خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ) بیٹی کی اچھی تربیت کو جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ قرار دیا۔ (صحیح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ) بیوی سے حسن سلوک کرنے والے خاوند کو بہترین انسان قرار دیا۔ (سنن ترمذی کتاب الرضاع بَاب مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا) اور دنیا کی چیزوں میں سے خواتین اور خوشبو کو اپنی محبوب متاع قرار دیا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء بَاب حُبِّ النِّسَاءِ)

اسی طرح قرآن کریم نے گھوڑوں کو انسان کیلئے زینت کا باعث قرار دیا۔ (سورۃ النحل:9) حضرت سلیمان کے گھوڑوں سے غیر معمولی محبت کے اظہار کو یاد الٰہی کا موجب قرار دیا۔ (ص:23-34) نیز آنحضور ﷺ نے گھوڑوں کی غیر معمولی اہمیت کے حوالہ سے فرمایا کہ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد و السیر بَاب الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) گھروں کی بابت آنحضور ﷺ نے انصار کے گھروں میں سے بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھروں کو بہترین گھر قرار دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب بَاب فَضْلِ دُورِ الْأَنْصَارِ) پھر حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ نیا گھر لینے، نئی سواری خریدنے اور نئی بیوی کے آنے پر صدقہ بھی دو۔ تو یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے بد اثرات سے محفوظ رکھے اور ان ذرائع سے برکات حاصل ہوں۔

پس قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کا ان چیزوں کو اس طرح قابل تعریف قرار دینا ثابت کرتا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے وہ معانی بہر حال نہیں ہو سکتے جن کی وجہ سے یہ حدیث قابل اعتراض ٹھہرتی ہو۔

علاوہ ان تمام امور کے اس حدیث کو سمجھنے کیلئے بنیادی بات وہی ہے جو اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کے پہلے حصہ کی تاویل کرتے ہوئے اپنی تصنیف نور الحق میں بیان فرمائی ہے (اور آپ نے بھی اپنے خط میں اس کا ذکر کیا ہے) کہ ’’تمام تاثیریں عدویٰ وغیرہ کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور بجز اس کے حکم اور ارادہ اور مشیت کے اس عالم کون اور فساد میں کوئی مؤثر نہیں۔‘‘ (نور الحق، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 15) یعنی دنیا کی ہر چیز کی اچھی اور بُری تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہیں اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت کے بغیر اپنے اچھے یا بُرے اثرات دوسرے پر نہیں ڈال سکتی۔

پس حضور علیہ السلام کی بیان فرمودہ اس تشریح کے مطابق مذکورہ بالا حدیث کے اگلے حصہ کا بھی یہی مطلب بنے گا کہ عورت ہو یا انسان کی سواری ہو یا اس کا گھر ہو، ان تمام چیزوں کے اچھے یا بُرے اثرات خدا تعالیٰ کے اذن سے ہی دوسرے شخص پر پڑ سکتے ہیں۔ اور بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان اپنی بیوی سے یا اپنی سواری سے یا اپنے گھر سے خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہی فائدہ یا نقصان اٹھاتا ہے۔

البتہ اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس سے یہ غلط فہمی پیدا نہیں ہونی چاہئے کہ کسی چیز کے اچھے یا بُرے اثرات پیدا ہونے میں انسان کا کچھ بھی دخل نہیں اور جو کچھ بھی ہوتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں اس مضمون کو مختلف پیرایوں میں خوب کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ انسان کے جیسے اعمال ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مطابق ان کے نتائج بھی مرتب فرماتا ہے۔ چنانچہ سورۃ التغابن میں مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے ازواج میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہو۔ (التغابن:15-16) اور سورۃ النور میں فرمایا کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کیلئے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کیلئے ہیں۔ (سورۃ النور:27) پھر ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ صالحہ بیوی، اچھا گھر اور اچھی سواری انسان کیلئے سعادت کا موجب ہے اور بد عورت، بُرا گھر اور بُری سواری انسان کیلئے بدبختی کا باعث ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل مُسْنَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّةِ مُسْنَدُ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حدیث نمبر 1368)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:

جب انسان سے کوئی فعل صادر ہوتا ہے تو اسی کے مطابق خدا بھی اپنی طرف سے ایک فعل صادر کرتا ہے مثلاً انسان جس وقت اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازوں کو بند کر دے تو انسان کے اس فعل کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ وہ اس کوٹھڑی میں اندھیرا پیدا کر دے گا۔ کیونکہ جو امور خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ہمارے کاموں کیلئے بطور ایک نتیجہ لازمی کے مقدر ہو چکے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں۔ وجہ یہ کہ وہی علّتُ العلل ہے۔ ایسا ہی اگر مثلاً کوئی شخص زہر قاتل کھا لے تو اس کے اس فعل کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ فعل صادر ہوگا کہ اسے ہلاک کر دے گا۔ ایسا ہی اگر کوئی ایسا بیجا فعل کرے جو کسی متعدّی بیماری کا موجب ہو۔ تو اس کے اس فعل کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ وہ متعدّی بیماری اس کو پکڑ لے گی۔ پس جس طرح ہماری دنیوی زندگی میں صریح نظر آتا ہے کہ ہمارے ہر ایک فعل کیلئے ایک ضروری نتیجہ ہے اور وہ نتیجہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ ایسا ہی دین کے متعلق بھی یہی قانون ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ ان دو مثالوں میں صاف فرماتا ہے۔ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الصّف:6) یعنی جو لوگ اس فعل کو بجا لائے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی جستجو میں پوری پوری کوشش کی تو اس فعل کیلئے لازمی طور پر ہمارا یہ فعل ہوگا کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھاویں گے اور جن لوگوں نے کجی اختیار کی اور سیدھی راہ پر چلنا نہ چاہا تو ہمارا فعل اس کی نسبت یہ ہوگا کہ ہم ان کے دلوں کو کج کر دیں گے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 388-389)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے تین طلاقوں کے بعد اسی بیوی کے ساتھ خانہ آبادی کی بابت مسئلہ دریافت کیا۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 8/ جون 2021ء میں اس مسئلہ کے بارہ میں درج ذیل اصولی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اس معاملہ پر میں آپ ہی کی بیان کردہ تین طلاقوں کے اجراء کی صورتحال کی ظاہری حالت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیم کی رو سے آپ کو جواب دے چکا ہوں۔ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرہ کی الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ (البقرہ:230) والی آیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے، اسی کی روشنی میں آپ کو یہ جواب دیا گیا ہے اور اس کے مطابق تو آپ اپنی اہلیہ کو طلاق بتہ دے چکے ہیں۔

اس لئے اگر آپ کی سابقہ اہلیہ کے والدین اپنی بیٹی کیلئے نیا رشتہ تلاش کر رہے ہیں تو انہیں ایسا کرنے دیں۔ کیونکہ آپ اپنی طلاقوں کی جو بھی توجیہہ کریں، ان کے نزدیک تو ان کی بیٹی کو طلاق بتہ ہو چکی ہے۔

باقی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے دیوانگی کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاقیں دی ہیں اور اس وقت آپ اپنے ہوش میں نہیں تھے تو پھر آپ اپنے لئے جو بہتر سمجھتے ہیں فیصلہ کر لیں لیکن غلطی کی صورت میں پھر اس کا گناہ آپ ہی کے سر ہوگا۔

اعلان ولادت

• مکرم فیصل مظفر (مربی سلسلہ) یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

مؤرخہ 24/ اکتوبر 2022ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی بدولت خاکسار کو بیٹی کی رحمت سے نوازا ہے۔ الحمد للہ زچہ و بچہ دونوں بخیریت ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کا نام قیصرہ مظفر تجویز فرمایا ہے۔

قارئین الفضل سے نومولود کی صحت و سلامتی اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

رانا طاہر احمد

وقف زندگی

تحریرات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روشنی میں

خدا کی راہ میں زندگی وقف کرو

• حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔...اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 138-139 ایڈیشن 1988ء)

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان حیات طیبہ کا وارث نہیں ہو سکتا جبتک کہ وقف کی روح پیدا نہ کرے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تا کہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔۔۔۔ایک نیستی اور تذلیل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کر دے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنادے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ایڈیشن 1988ء)

• آپؑ فرماتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا ذاتی شوق اور دلی تمنا

آپؑ فرماتے ہیں: میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370ایڈیشن 1988ء)

وقف خدا کا محبوب بناتا ہے

حضورؑ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رافت اور محبت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرہ:208) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 364 ایڈیشن 1988ء)

راحت اور دائمی لذت کا ذریعہ

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمّہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جائے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370 ایڈیشن 1988ء)

سستی دور کرنے اور ہوشیار رہنے کا ذریعہ

یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 365 ایڈیشن 1988ء)

ہم وغم سے نجات کا ذریعہ

• جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو۔ سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 344)

• یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد و منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواہشگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369-370 ایڈیشن 1988ء)

عمر بڑھانے کا نسخہ

انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے... پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے یونہی چلی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 563 ایڈیشن 1988ء)

جو لوگ دین کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں ان کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں عمریں بڑھا دی جاویں گی۔ اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے ان کی عمریں بڑھائی جاویں گی۔ جو خادم دین نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہیں کہ مالک جب چاہے اسے ذبح کر ڈالے اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ (الرعد:18)

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 283 ایڈیشن 1988ء)

عمدہ موت کا ذریعہ

حکیم آل محمد صاحب تشریف لائے اور حضرت اقدسؑ سے نیاز حاصل کیا اور عرض کی کہ امروہہ میں میرا یہی کام ہے کہ اس سلسلہ الٰہی کی تبلیغ کروں اور اسی خدمت میں میری جان نکل جاوے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

اس سے بڑھ کر اور کیا دینی خدمت ہوگی۔ مرنا تو ہر ایک نے ہی ہے اور اس جان نے ایک دن اس قالب کو چھوڑنا ضرور ہے مگر کیا عمدہ وہ موت ہے جو خدمت دین میں آوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 484 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا حقدار بننے کا ذریعہ

جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کا سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ فرمایا۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کریں۔ پھر فرمایا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 215 ایڈیشن 1988ء)

لِلّٰہِ وقف کا مقام

مگر بموجب منشاء ھدی للمتقین ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لیے وقف کر دے اور یہ للّٰہی وقف کہلاتا ہے۔ اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہنچتا ہے تو

بقیہ صفحہ 9 پر

رضیہ بیگم۔ نیو یارک

یاد رفتگان

دادا جان مولوی غلام محمد مرحوم

خاندانی پس منظر

میرے دادا جان کا تعلق آزاد کشمیر کے گاؤں چرناڑی (گوئی) سے تھا جو کہ مولوی غلام محمد صاحب یا مولوی جی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

آپ کے ابا جان جن کا نام منگو خان تھا نے محترم مربی صاحب محبوب عالم صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ دادا جان تین بھائی تھے سید محمد اور دین محمد جو کہ بعد میں ربوہ میں شفٹ ہو گئے تھے۔ اس زمانے میں محترم مربی صاحب محبوب عالم صاحب کی تبلیغ اور کوشش سے گاؤں کے دوسرے لوگ جو کہ آپس میں رشتہ دار ہی تھے اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے اور اسی زمانے میں ندھیری، سنیارہ، سہنی، تھڑولا اور بھرموچ کے علاقوں میں بھی بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ یہ سب علاقے چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل ہیں اور اب اللہ کے فضل سے ہر گاؤں میں مربی یا معلم صاحبان تعینات ہیں۔تقریباً ہر ایک کی اپنی مساجد بھی ہیں اور تربیت کا کام ہو رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی ذَالِكَ۔

چرناڑی میں مسجد بھی محترم دادا جان نے ہی تعمیر کی تھی جو کہ پتھروں کو تراش کر بنائی گئی ہے۔شروع میں دادا جان ہی مسجد میں باجماعت نماز اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے تھے اور مولوی جی کے نام سے جانے جاتے تھے۔

1932ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان کیا تو آپ تحریک جدید کے صف اوّل کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل ہیں آپ کا کوڈ نمبر 40-41 نمبر پر ہے۔

دادا جان مرحوم احمدیت کے سچے عاشق تھے۔آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے دلی محبت وعقیدت تھی۔آپ نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔لیکن اردو پڑھ لیتے تھے اور کچھ حد تک لکھ بھی لیتے تھے۔بچپن سے ہی سلسلہ احمدیہ کی کتب اور اخبار الفضل اور دیگر رسالہ جات کا کثرت سے مطالعہ کرتے دیکھا۔ ان کا ہنڈ بیگ، جو کہ ایک سادہ سے کپڑے کا تھیلا ہوتا تھا، اس میں روحانی خزائن کی کوئی نہ کوئی کتاب، تذکرہ اور الفضل کے پرچہ جات ضرور نظر آتے۔ بچوں اور بڑوں کو پڑھ کر سنانے اور سننے کی تحریک کرتے۔ مجھے بچپن میں کتابیں اور کہانیاں پڑھنے کا شوق دادا جان کو ہی دیکھ کر ہوا۔

دادا جان کی اولاد دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بچوں کو پڑھانے کا شوق ہی تھا کہ بڑے بیٹے وزیر محمد (میرے ابا جان مرحوم) کو تعلیم الاسلام سکول قادیان میں داخل کروایا اور قادیان ماسٹر نذیر حسین کے حوالے کر کے آئے۔ سات، آٹھ مہینے ہی پڑھا تھا کہ 1947ء میں پارٹیشن کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے اور ابا جان کو واپس آنا پڑا۔ جنگ کی وجہ سے چرناڑی سے عارضی طور پر ہجرت کرنی پڑی اور کوٹلی شہر میں رہنا پڑا۔ اسی دوران بے سروسامانی، پریشانی اور کشمکش کے حالات میں دادی جان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت میری چھوٹی پھوپھی جان عائشہ تقریباً دو سال کی تھیں۔ اس مشکل وقت میں محترم پردادی جان نے بچوں کی پرورش میں دادا جان اور ابا جان کا بہت ساتھ دیا ابا جان نے مڈل پرائیویٹ طور پر کوٹلی میں پاس کیا اور بعد میں ربوہ میں 1952ء - 1953ء میں حضرت خلیفہ مسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔

پھر دادا جان نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی جو کہ بہت بے نفس، خدمت کرنے والی اور سب سے حسن سلوک کرنے والی خاتون تھیں۔ ہم بچے انہی کو دادی جان سمجھتے اور بہت عزت اور پیار کرتے۔ جب بڑے ہوئے تو پتہ چلا کہ ہماری سگی دادی جان تو پارٹیشن کے دوران ہی فوت ہو گئیں تھیں (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما)۔ آمین

اللہ کے فضل سے دادا جان کے چاروں بچے کثیر الاعیال ہیں اور جماعت کے ساتھ اخلاص وفا کا تعلق ہے اور کچھ مختلف ملکوں میں رہائش پزیر ہیں۔ ایک پوتا معلم اور نواسے اور پڑنواسے مربی کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ایمان واخلاص میں وفا اور خلافت کی محبت نسل در نسل بڑھاتا چلا جا۔ آمین

محترم مربی صاحب محمد حسین شاہد کا ذکر خیر

محترم دادا جان کی دعاؤں اور کوشش کا پہلا ثمر چرناڑی جماعت میں محترم مربی صاحب محمد حسین شاہد تھے۔آپ ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ ماں بچپن میں انتقال کر گئی تھیں۔ پانچویں جماعت پاس کر کے دادا جان کے ہمراہ جلسہ سالانہ ربوہ گئے۔ اور ربوہ میں پڑھنا چاہتے تھے۔ بہت بیمار اور کمزور تھے کہ ہائی سکول میں داخلہ نہیں ہو رہا تھا۔ بڑی دعا اور مسلسل دو تین دن دفاتر اور امیر صاحب تک رسائی حاصل کر کے بچے کا داخلہ ممکن ہوا۔ اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت بھی عطا کی۔ جب واپس گاؤں پہنچے تو مرحوم چچا جان کے والد صاحب جن کا نام فیروز دین تھا، کی سخت ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن دادا جان مرحوم بڑے تحمل اور صبر سے ان کو سمجھاتے کہ ایک دن آئے گا تم اپنے بیٹے پر رشک کرو گے اور بعد میں ایسا ہی ہوا۔ اپنے بیٹے کی کامیابی پر بڑے خوش تھے۔محترم دادا جان نے ان کی کامیابی کے لئے بہت دعائیں کیں۔محترم مربی صاحب سلسلہ احمدیہ کے ایک بہت سادہ طبیعت، بے لوث خدمت کرنے والے اور سارے خاندان والوں کے لئے قابل فخر اور ہر دلعزیز شخصیت تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو سات بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ اللہ کے فضل سے ان کے دو بیٹے مربی سلسلہ اور دوسرے بچے بھی خلافت سے وابستہ اور کوئی نہ کوئی خدمت جالا رہے ہیں۔ چرناڑی مسجد کے ساتھ ہی ان کی زمین اور گھر ہے اور آپ نے اپنا گھر بھی جماعت کو دے دیا ہے جو کہ اب مربی ہاؤس میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ چرناڑی جماعت کو مزید ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

تربیت کے واقعات

جب ہم چھوٹے تھے تو سب سے پہلا سبق نماز جمعہ کی اہمیت کا تھا۔ آپ لکڑی اور معماری کا کام خوب جانتے تھے۔ جمعہ کے دن چھٹی کرتے۔ جمعہ المبارک کو نہانا، صاف کپڑے پہننا، حجامت کرنا، ناخن کاٹنا اور پگڑی تیار کروانا وغیرہ۔ پگڑی کا کپڑا (صافہ)، دادی جان پہلے اس کو دھوتیں اور چاول ابال کر اس کی (پچھ) یعنی پانی سے ململ کے کپڑے کو مائع لگاتیں پھر میں اور دادی جان اس کو پکڑ کر سکھاتے اور دادا جان کے سامنے پیش کرتے۔ آپ کا گول لکڑی کا میز، جو کہ آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا اور اس کے اوپر پرانی طرز کا گول آئینہ رکھ کر، چارپائی پر بیٹھ کر پگڑی کے کپڑے کو ایک خاص انداز میں (کلہ) پگڑی کے نیچے والا حصہ کے اوپر سیٹ کر کے باندھتے۔ اس دوران کبھی آپ کی عینک گر جاتی تو میں جلدی سے اٹھا کر دیتی تو خوش ہو کر دعا دیتے۔ یہ سارا عمل ہمارے لئے بڑی کشش رکھتا تھا اور ہم بھاگ بھاگ کر سارے کاموں میں حصہ لیتے۔ نماز جمعہ کی تیاری کرتے اور دادا جان کے ساتھ گرتے پڑتے مسجد پہنچ جاتے۔ نماز کے بعد چشمے سے پانی بھر کر لے جانے کا شوق سوا تھا۔ گھر تک کا راستہ کافی دشوار اور اونچائی پر تھا کہ کئی دفعہ پانی بھی گرا اور چوٹیں بھی آئیں لیکن شوق میں پھر بھی کمی نہیں آئی۔ ہم اکثر گرمیوں کی چھٹیوں میں دو ماہ کشمیر گزارتے اور اپنے بزرگان کی صحبت میں رہتے۔ ان کی محبتوں اور شفقتوں کا وافر حصہ پایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

1974ء میں جب ابا جان نے ربوہ رہائش اختیار کی تو آپ اکثر ہمارے پاس آ کر رہتے اور ہر مشکل وقت میں ساتھ دیا۔شروع میں دارالعلوم میں مسجد نہیں بنی تھی۔ آپ اکثر مسجد مبارک میں باجماعت نماز ادا کرنے جاتے۔ظہر وعصر ادا کر کے فقیر محمد کشمیری کے ہوٹل سے چائے پیتے اور مغرب سے پہلے گھر آ جاتے۔سب بچوں اور گھر والوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے۔ رکوع اور سجود میں بہت گریہ وزاری ہوتی کہ ہمیں بھی رونا آ جاتا اور میرا چھوٹا بھائی عبدالرحمن ذرا آگے ہو کر دیکھتا اور پھر سوال کرتا کہ دادا اتنا روتے کیوں ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح سے فارغ ہو کر کسی کتاب سے کچھ نہ کچھ سناتے، کبھی کوئی کہانی یا کوئی اخبار الفضل کا مضمون۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپ خلیفہ ثانیؓ کا کوئی اقتباس پڑھ کر سنا رہے تھے کہ احمدی احباب (مس۔کڈ) پارٹیوں میں شرکت نہ کیا کریں یا اس سے ملتا جلتا فقرہ تھا (اصل لفظ میکسڈ یعنی Mixed ہے) اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔سوال کرنے پر دادا جان نے بتایا کہ جہاں آدمی اور عورتیں اکٹھے ہوں وہ پارٹیاں۔ لیکن ربوہ جیسے پاکیزہ ماحول میں ایسی پارٹیوں کا تصور بھی نہیں تھا سو سمجھانے پر بھی سمجھ نہیں آیا۔ جب آٹھویں، نویں میں انگریزی زبان پر کچھ عبور ہوا تو آپ کی بات سمجھ میں آئی اور بہت محظوظ ہوئے دادا جان کے انگریزی تلفظ پر اور حیران اس بات پر کہ علم کا اتنا شوق تو تھا کہ آپ کو اس لفظ کے معنی بھی آتے تھے۔ آپ گوجری زبان بولتے تھے جو کہ بخوبی سمجھ میں آ جاتی تھی۔

اس کے علاوہ جتنا عرصہ ہمارے پاس رہتے روزانہ صبح یسرنا القرآن کی کلاس لگاتے اور سکھایا کہ اپنے سے بڑے کو آپ کہہ کر پکارنا ہے۔ اور نام بگاڑ کر یا (نک نیم) سے نہیں بلانا۔ بڑی بہن کو باجی اور اس سے چھوٹے بھائی کو بھائی جان کہنا ہے۔ بچپن میں عادات پختہ ہو چکی تھیں اس لئے آپ نے کیکر کی دو پتلی پتلی سوٹیاں جس کو وہ پہاڑی زبان میں (پھانٹ) کہتے تھے تیار کیں پہلے سب کو پیار سے سمجھایا لیکن جب دیکھا کہ اثر نہیں ہو رہا تو پھانٹ کا استعمال کیا اور کھیل میں بھی ہمارے ساتھ رہتے جب کبھی ہم دوسرے نام سے ایک دوسرے کو پکارتے تو سوٹی کی ضرب لگتی جو کہ کافی کاری ہوتی۔ خیر اللہ اللہ کر کے آپ کی دو ہفتوں کی ٹریننگ سے ہم کافی اچھی باتیں سیکھ چکے تھے۔ الحمد للہ۔

اسی طرح جب سے ہوش سنبھالا۔ آپ کو بڑے درد اور گریہ وزاری سے نماز تہجد پڑھتے دیکھا۔سب کو جگاتے اور کوشش ہوتی کہ سب پڑھیں۔ رمضان المبارک میں چرناڑی مسجد میں اعتکاف بیٹھتے اور سب کو دعاؤں کی تحریک کرتے۔ درثمین اور کلام محمود کی نظمیں بڑے شوق سے پڑھتے اور بہت سے اشعار آپ کو زبانی بھی یاد تھے۔ اس طرح مجھے بھی کافی اشعار یاد ہو گے لیکن مطلب نہیں آتا تھا۔ اکثر یہ اشعار پڑھتے،

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

اور یہ شعر کہ:

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

اور یہ شعر کہ:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

اشعار پڑھتے جاتے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور ہم حیران ہوتے کہ آپ اتنا روتے کیوں ہیں اب سمجھ میں آتا ہے کہ آپ کے دل میں اسلام احمدیت کی اور خلافت کی کتنی محبت تھی اور آپ نے کتنے کرب سے اپنی اولاد اور جماعت کے لئے دعائیں کی ہوں گی۔شام کو محترم ابا جان اور ان کے بھائی سید محمد کی اور کبھی کوئی اور مہمان بھی ہوتا، بیٹھک میں گرما گرم محفل جمتی جو جماعتی ترقی اور حالات حاضرہ پر تبصرہ پر مبنی ہوتی۔ ایک مذہبی ماحول ہوتا۔

تبلیغ کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔ ابا جان کو حکومت پاکستان کی طرف سے ایک مربع زمین ملی تو کچھ عرصہ اس کی آباد کاری میں حصہ لیا اور تبلیغ بھی جاری رکھی۔ اس لئے اس رقبے کا نام (مرزیوں کا رقبہ) بھی مشہور ہو گیا اور قرب و جوار والے دکانداروں نے آپ کا بائی کاٹ بھی کر دیا اور مارا بھی۔ آپ زخمی بھی ہوئے اور آپ کو قریبی شہر جتوئی سے سودا سلف لانے کے لئے جانا پڑتا لیکن تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا۔ کشمیر میں بھی آپ اپنے دوست احباب سے تبلیغ کرتے رہتے اور واقعات سناتے۔

مجھ یاد ہے کہ میرے ایف اے پاس کرنے کے بعد ہمارے مالی حالات کافی خراب ہو گئے کہ بی اے میں داخلہ کے لئے پیسے نہیں تھے اور امی جان بھی کافی مخالفت کر رہی تھیں کہ لڑکی ہے آگے پڑھ کر کیا کرے گی لیکن میں آگے پڑھنا چاہتی تھی۔سو میں نے دادا جان کی خدمت میں خط لکھا اور دعا کی درخواست کی۔ کچھ دنوں بعد آپ نے ایک بکری بیچ کر 500 روپے ابا جان کی طرف بھیجے کہ آگے داخلہ کروائیں۔ اس طرح میں نے جامعہ نصرت کالج ربوہ میں بی اے مکمل کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

آپ بہت زندہ دل، محنتی اور بچوں سے پیار کرنے والے تھے۔ 1965ء میں جب محترم ابا جان محاذ پر تھے تو دادا جان ہمارے ساتھ تھے کہ میرے بھائی مبارک احمد کی ٹانگ گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی پہلے فضل عمر ہسپتال پھر گھر پر آدمی علاج کے لئے بلاتے رہے لیکن چند دن بعد محسوس ہوا کہ ایک ٹانگ چھوٹی نظر آرہی ہے۔ بہت پریشانی اور بے سروسامانی کا عالم کہ بچے کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی۔ اسی کشمکش کے دوران امی جان نے (آپا جان طاہرہ صدیقہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے والدین جو کہ محلہ دار العلوم میں رہتے تھے اور ان کے بڑے بھائی فوج میں آفیسر تھے، سارے حالات سے آگاہ کیا جنگ کی وجہ سے ابا جان کا آنا ممکن نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے کہ ان کے والدین کی کوشش اور مدد سے میرے بھائی کا علاج سول ہسپتال سرگودھا میں ہو گیا اور ٹانگ بالکل صحیح جڑ گئی کہ اب اللہ کے فضل و کرم سے شائبہ تک نہیں ہوتا کہ کبھی ٹانگ ٹوٹی بھی تھی اس دوران دادا جان ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ ان سب کا احسان اور صدقہ جاریہ ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ میرے بھائی عبد الرحمان کو مغرب کے بعد بچھو نے کاٹ لیا۔ بچہ درد اور تکلیف سے بہت چیخ رہا تھا، چلا رہا تھا کہ محلے والے بھی جمع ہو گئے۔ آپ نے سچی بوٹی سے تیار کی ہوئی دوائی بچے کو کھلائی اور پاؤں پر لیپ کی صورت میں باندھی۔ پھر اپنے کندھے پر بٹھا کر لوریاں دیتے ہوئے باہر لے گے اور پہاڑیوں کے گرد چکر لگاتے رہے اور ہمیں کہا کہ سب سو جاؤ۔ جب صبح آنکھ کھلی تو بھائی کافی بہتر تھا۔

1983ء میں بی اے کے امتحان کے بعد دادا جان کی خواہش پر کشمیر میں تقریباً ڈیڑھ سال ٹیچینگ کرنے کا موقع بھی ملا بہت زندہ دل اور کھلے دل کے مالک تھے اور پہاڑی سفر کے عادی تھے ان کے ساتھ کئے گے سفر میرے یادگار سفر ہیں اور میرے ماضی کا ایک دلکش سرمایہ بھی۔ کشمیر کی قدرتی خوبصورتی اور مناظر سے کون واقف نہیں۔ جہاں کشمیر کی وادیاں اور بلند پہاڑ قدرتی حسن سے مالا مال ہیں تو دوسری طرف وہاں کے باسیوں کا طرز زندگی بھی مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ جہاں اس وقت زندگی کی بنیادی سہولیات بھی اکثر گھرانوں کو میسر نہیں تھیں اس وقت یہ علاقے بجلی اور سفر کی سہولیات سے محروم تھے۔ اس کے علاوہ برموچ، تھڑولا، دھنواں، نکیال (جندروٹ) اور آرام باڑی (تتہ پانی) کے علاقے بھی دیکھے اس دوران جو خاص بات تھی وہ آپ کا تبلیغ کرنا۔سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب یا جماعتی رسالہ ساتھ ہوتا۔ نماز سفر میں بھی وقت پر ادا کرنے کی عادت تھی۔

آپ کے ساتھ کوٹلی کا سفر ایک یادگار سفر ہے جو کہ دشوار گزار پہاڑی راستے، خوبصورت ندی نالوں پر مشتمل ہے۔ راستے میں علاقوں کا نام اور تعارف بھی کرواتے جاتے۔ ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک بڑے گول پتھر کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ اس جگہ کا نام (ہاتھی ٹھول) ہے ذرا غور سے دیکھو کہ اس پتھر کی شکل ہاتھی سے ملتی ہے اس لئے اس کا نام (ہاتھی ٹھول) پڑ گیا ہے۔ واقعی جب میں نے مختلف زاویوں سے جائزہ لیا تو وہ ہاتھی کی ہی کی ہی شکل لگا اور میں بہت محظوظ ہوئی۔ راستے میں کئی جگہوں پر ندی کے کنارے پتھر کی بڑی بڑی سلیں قبلہ رخ نصب کی ہوئیں بھی دیکھنے کو ملیں جہاں نماز کا وقت ہوا دادا جی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق بھی پائی۔ اور یہ نماز ادا کرنے کے لئے ہی نصب کی گئیں تھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

جب دادا جی ہمارے پاس آ کر رہتے تو ہم سب بہن بھائی آپ کے گرد بیٹھ جاتے آپ بڑے لطیف انداز میں کوئی نہ کوئی کہانی اور ایمان افروز واقعات پڑھ کر سناتے جس میں مزاح کا رنگ بھی ہوتا۔ ان کی محبت و شفقت کا اثر ابھی تک میرے دل میں ہے۔ ان کی یادوں کا ایک بہتا دریا ہے جو کہ ختم نہیں ہوتا مگر مضمون کی طوالت کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کرتی ہوں۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ پیارے دادا جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

اور ہمیں اور ہماری اولادوں کو اسلام احمدیت کا بہترین فرد بننے اور اسلام احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: وقف زندگی...... از صفحہ 7

اس میں مِمَّا رہتا ہی نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ مِمَّا کی حد کے اندر ہے اس وقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہنچا جو قرآن مجید کی ہے۔ لیکن کامل اسی وقت ہوتا ہے جب یہ حد نہ رہے اور اس کا وجود، اس کا ہر فعل، ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لیے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ مما رزقھم ینفقون کا کمال یہی ہے جو ھدی للمتقین کے منشاء کے موافق ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 612 ایڈیشن 1988ء)

خدمت دین کو ایک فضل الٰہی جانو

مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں حضرت ابراہیمؑ اس بات پر روتے دھوتے نہ رہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے بیٹا مانگا ہے بلکہ انہوں نے اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کیا کہ ایک خدمت کا موقعہ ملا ہے لڑکے کی ماں نے بھی رضامندی دی اور لڑکا بھی اس بات پر راضی ہوا۔

ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مسجد کا مینار گر گیا تو شاہ وقت نے سجدہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس خدمت میں سے حصہ لینے کا موقعہ دیا ہے جو بزرگ بادشاہوں نے اس مسجد کے بناء کرنے میں حاصل کی تھی۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 418 ایڈیشن 1988ء)

دعا کا تحفہ

نماز سے سلام پھیرنے کی دُعا

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ کے بیان کے مطابق نماز کے بعد آنحضورؐ تین مرتبہ ’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ‘‘ (یعنی میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں) پڑھ کر پھر یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(مسلم کتاب المساجد)

ترجمہ: اے اللہ! تیرا نام سلام ہے، سلامتی تجھ سے ہی ملتی ہے۔ اے جلال اور عزت والے! تو بہت برکت والا ہے۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ یہ کلمات دہراتے تھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر ایک امر پر قادر ہے۔

اس کے بعد یہ دُعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جو تو روک دے وہ کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بزرگ کی بزرگی تیرے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 73-74)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

نذیر احمد مظہر۔ ڈاکٹر آلٹرنیٹیو میڈیسن۔ کینیڈا

مسکراہٹ، علاج الامراض

یہ حقیقت ہے کہ مسکرانا اور خوش رہنا بہت سی امراض کا علاج ہے۔ معدہ و امعاء قلب و دماغ، اعصاب، نفسیانی عوارض، اعصابی دباؤ و تناؤ، افسردگی، مایوسی، گھبراہٹ، بے چینی، پریشانی، موڈ کی خرابی غرضیکہ سب کا موثر علاج ہے۔ جو شخص خود خوش رہتا ہے ہنستا ہے دوسروں کو ہنساتا ہے وہ صرف اپنی ذات پر ہی نہیں پورے معاشرہ پر مثبت اثرات مترتب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا حلقہ احباب وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے ایک مقولہ ہے۔

Laugh And The World Will Laugh With You Weep And You Weep Alone.

یعنی۔ اگر تم ہنسو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہنسے گی اگر روؤ گے تو اکیلے روؤ گے۔خوشیاں سانجھی اور غم اپنے اپنے ایک شخص نہ صرف اپنے غم بھلاتا ہے بلکہ دوسروں کے غموں کا بھی ازالہ کرتا ہے۔ پھر یہ علاج ہے بھی مفت اس میں نہ ڈاکٹروں کی فیس نہ دواء کی بدترگی نہ ٹیکے کا درد۔ ہم یہاں بعض داناؤں کے اقوال زریں ہنسنے مسکرانے اور خوش باش رہنے کے متعلق خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

سچی مسکراہٹ اور دل کی گہرائیوں سے نکلا ہو قہقہ صحت پر اتنا اچھا اثر ڈالتا ہے اور نظام جسمانی کو اس قدر تقویت دیتا ہے کہ دواء کی بہت سی بوتلیں بھی نہیں دے سکتیں۔ ایک دانا کا قول ہے کہ اگر دل میں مسرت کا جوش ہو تو دواء کی طرح اثر کرتا ہے اسی خیال کو ایک اور ڈاکٹر نے اپنے الفاظ میں یوں ادا کیا ہے کہ شادمانی اور مسرت خدا کی دواؤں کا ایک سمندر ہے انسان کو چاہیے کہ اس میں خوب دل بھر کر نہائے۔ ہنسنے کے عمل کے دوران جسم کے عضلات (پٹھوں) کی اکڑاہٹ اور تناؤ دور ہو جاتا ہے تمام جسمانی بافتیں ڈھیلی پڑ جاتیں ہیں جس سے جسم کو اسی قسم کا آرام میسر آجاتا ہے۔ جیسا کہ نیند سے۔ اس کے برعکس غصے اور نفرت کے اظہار سے یا تیوری پر بل ڈالنے سے پٹھوں کا تناؤ بڑھ جاتا ہے جسم پر تھکان طاری ہو جاتی ہے۔ہنسی ومسکراہٹ جسم کو آرام پہنچا کر اس کی قوت کار کو بڑھا دیتی ہے جبکہ غم وغصہ کے سبب اس قوت میں کمی آجاتی ہے خوشی اور مسرت میں کھایا جانے والا کھانا جلد اور بخوبی ہضم ہوتا ہے۔

ہنسنے اور خوش وخرم رہنے کی بدولت خون کی صفائی کا عمل بہتر رنگ میں انجام پاتا ہے اور آکسیجن کی خاصی مقدار خون میں پہنچ کر اسے ترو تازہ رکھتی ہے لوگ سانس کی ورزش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پھیپھڑوں میں بہت سی آکسیجن پہنچ سکے لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہنسی ایک ایسی ورزش ہے کہ جو عام سانس کی ورزش کی نسبت سات گنا زیادہ آکسیجن پھیپھڑوں میں پہنچا دیتی ہے۔ ہنسنے سے صاف خون کی جسم میں گردش اچھی طرح ہو کر قوت مدافعت بڑھاتی ہے یوں عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ چہرے پر رونق اور خوبصورتی کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

ہنسنے سے پھیپھڑے تندرست و توانا رہتے ہیں کاربن ڈائی اکسائیڈ اچھی طرح خارج ہوتی ہے اور آکسیجن خوب بھرتی ہے۔ ہنسنے کے عمل سے تمام اعضاء پر مثبت اثر پڑتا ہے اور ان کی کارکردگی بہتر طریق سے انجام پاتی ہے جن لوگوں کو دل کی دھڑکن کا عارضہ ہو یا اور کوئی ایسی بیماری جس میں جسمانی ورزش مناسب نہ ہو اس میں بھی ہنسنے مسکرانے سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں جسم وجان پر خوشگوار اثر پڑے گا۔مسکرانا اور خوش رہنا موجب ثواب ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے خندہ پیشانی سے ملنے کی تلقین فرمائی ہے۔

بلا شبہ خندہ روئی احکام اخلاق کا اہم جزو ہے
ہنسنا اور رونا لازم و ملزوم ہیں۔

مرزا غالب نے کیا خوب کہا:

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

ہنسنے کا صحیح اور حقیقی لطف تب ہی آتا ہے جب انسان خدا کے حضور روئے ورنہ ہمہ وقت ہنسنے سے طبیعت بوجھل اور پریشان ہو جاتی ہے ہر چیز کی انتہا ٹھیک نہیں ہوتی میانہ روی ہمیشہ بہتر ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ خیرالامورواوسطھا خدا تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ چاہئے کہ ہنسو کم اور روؤ زیادہ اس ارشاد پر بھی عمل بہت ضروری ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں ہے اگر چالیس دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو کہ دل سخت ہو گیا ہم یہاں آپ کے چند اشعار پیش کرتے ہیں کہ رونا کیا ہے اور اس کے اعلیٰ مقاصد کیا ہونے چاہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار
میرے آنسو اس غم دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے اور دنیا کے عالی منار
میں نے روتے روتے دامن کر دیا تر درد سے
اب تلک تم میں وہی خشکی رہی باحال زار
میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں ان خشک دل لوگوں کو خوف کردگار
عاشقی کی ہے علامت گریہ دامان دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار
شکر للہ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں
کچھ بنیں طاعوں کی صورت کچھ زلازل کے بخار
اس تپش کو میری وہ جانے کہ رکھتا ہے تپش
اس الم کو میرے وہ سمجھے کہ جسکا دلفگار
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
مہرو مہ کی آنکھ غم سے ہو گی تاریک و تار
اے خدا تیرے لیے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرمعارف اشعار میں جس رونے اور گریہ زاری کا ذکر ہے اس کی کچھ تفصیل ضروری ہے۔

خدا کے حضور رونے کا طریق

بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں رونا نہیں آتا اس کے لئے ہم یہاں ایک طریق بیان کرتے ہیں اس پر عمل کرنے سے ان شاءاللہ جو رونا ضروری ہے وہ آئے گا۔ ایک الگ کمرہ یعنی تخلیہ میں بیٹھ جائیں کمرہ ہو تو اندر سے کواڑ بند کرلیں پہلے درود شریف پڑھیں پھر سورہ فاتحہ اور بعد میں نہایت تضرع سے حضرت محمد ﷺ کے اوصاف واحسانات کو یاد کر کے آپ ﷺ پر درود بھیجیں اس دوران اگر رونا نہ بھی آئے تو مصنوعی طور پر یعنی تکلف سے رونے کی کوشش کریں ان شاء اللہ رونا آئے گا اور یہ اعلیٰ طریق خدا کے فضل اور اس کے رحم کو جذب کرنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اس سے دعائیں بھی قبول ہوں گی، یاد رکھیں کہ جہاں ہنسنا صحت کیلئے ضروری ہے وہاں خدا کے حضور رونا اور خدا سے لو لگانا بھی نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی بیماریوں کے ازالہ کے لیے ضروری ہے رونے میں ہنسنے کی نسبت زیادہ لذت ہوتی ہے مگر اس لذت سے صرف وہی واقف ہیں جو اس کا تجربہ رکھتے ہیں بلاشبہ اگر دنیا ہی سب سے زیادہ لذت بخش کوئی شے ہے تو وہ یہی رونا ہے۔

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

ہنسی میں اعتدال

بعض ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو ہنسی میں اعتدال قائم نہیں رکھتے اور اچھی بھلی سنجیدہ بات کو بھی ہنسی اور مذاق کی نظر کر ڈالتے ہیں اپنے یا دوسروں کے مقام یا مرتبہ کا بھی خیال نہیں رکھتے حالانکہ کسی نے کیا خوب کہا ہے گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ اس سے کئی قباحتیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو ہنسنے میں اپنی تمام توانائی صرف کر دیتے ہیں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں گویا ایک بھونچال برپا کر دیتے ہیں، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس حسین فعل کی انجام دہی میں بخیل ہوئے ہیں۔ جب وہ ہنستے ہیں تو لگتا ہے کہ کوئی جبری ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں کبھی محسوس ہوتا ہے ہنس نہیں رو رہے ہیں ممکن ہے انہیں اپنے مبارک دانتوں کو نظر بد لگنے کے اندیشے سے وہ چھپا رہے ہیں۔

ہنسی اور تھکاوٹ

ایک عام تجربہ کیا ہے جو ہر شخص کر سکتا ہے۔ کہ خوش باش رہنے اور ہنسنے سے کثرت کار کے باوجود بھی تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ میڈیکل کیمپس لگانے کے مواقع پر محدود وقت میں سینکڑوں مریض دیکھنے ہوتے ہیں جو بڑا اکتا اور تھکا دینے والا کام ہے مگر خندہ روئی کے ساتھ پیش آنے اور کئی گھنٹے کی مسلسل محنت کے باوجود خدا کے فضل سے بالکل تازہ دم رہتے ہیں جیسے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ اس طرح اعصاب پر دباؤ نہیں پڑتا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوتی ہے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگ اسے اپنا سکتے ہیں بالخصوص معالج پیشہ احباب کو اس طریق پر ضرور توجہ دینی چاہیے اس میں نہ صرف معالج کا فائدہ ہے بلکہ مریضوں پر بھی نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

ہنسی اور جھوٹ

بعض لوگ ہنسنے ہنسانے کے لئے جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور اگر کہا جائے تو کہتے ہیں یہ کون سا جھوٹ ہے یہ تو مذاق ہے اسی بارہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔ ہلاکت ہے۔ اس کی ان گنت صورتیں اور مثالیں ہیں مگر غالباً بدترین مثال جو نجانے کتنی ہلاکت خیزیوں اور نقصانات کا باعث بن چکی ہے اور آئے دن بنتی رہتی ہے وہ ہے۔

فرسٹ اپریل فول FIRST APRIL FOOL: اس دن (جھوٹ بول کر) کہا جاتا ہے کہ تمہارے فلاں عزیز کو حادثہ پیش آ گیا ہے، یا فلاں کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے، یا سنگین کیس میں گرفتار کر لیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے نتیجہ میں خطرناک حادثات و واقعات پیش آچکے ہیں یہ ایک نہایت جاہلانہ ہلاکت آفرین جھوٹ ہے جسے روکنے کے لیے اہم اقدامات کی ضرورت ہے۔

ہنسی اور نظام ہضم

ہنسنے اور خوش رہنے سے نظام ہضم نہایت خوبی سے انجام پاتا ہے جو سفوفات ہاضم، اور چورنوں سے کہیں زیادہ موثر اور

بقیہ صفحہ 4 پر

ڈاکٹر رضوان احمد

شاہد آفریدی

تیز ترین سینچری بنانے والے دائیں ہاتھ کے پاکستانی آل راؤنڈر شاہد آفریدی کو کون نہیں جانتا اور پوری دنیا کے شائقین کرکٹ میں سے کون ہے جو شاہد آفریدی کی بیٹنگ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ پہلی سینچری سے لے کر آخری انگز تک آفریدی کا انداز ایک جیسا ہی رہا۔

یہ ستمبر 1996ء کا سال تھا۔ پاکستان انڈر 19 کرکٹ ٹیم ویسٹ انڈیز کے دور دراز اور مشکل دورہ پر تھی اسی دوران ٹیم مینجر کو پیغام ملا کہ دائیں ہاتھ کے لیگ سپنر 16سالہ شاہد آفریدی کو فوراً دورے سے واپس بھیج دیا جائے۔ انہی دنوں پاکستان کی قومی کرکٹ ٹیم چار ملکی ون ڈے ٹورنامنٹ میں شرکت کے لیے کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں موجود تھی۔ پاکستان کو ایک اچھے لیگ سپنر کی فوری ضرورت تھی کیونکہ تجربہ کار لیگ سپنر مشتاق احمد سہارا کپ میں گھٹنے کی انجری کے بعد سرجری کرواکر آرام کی غرض سے ٹیم سے باہر ہو چکے تھے۔

چار ملکی ون ڈے ٹورنامنٹ میں پاکستان، ساؤتھ افریقہ، سری لنکا اور میزبان کینیا کی ٹیمیں پنجہ آزمائی کے لیے تیار تھیں۔سب سے بڑا خطرہ سری لنکا کی ٹیم تھی جس میں نامی گرامی بائیں ہاتھ کے اوپنر بیٹسمین سینتھ جے سوریا۔ فاسٹ باولرز کے بخئے ادھیڑ دینے والے وکٹ کیپر بیٹسمین رمیش کالو ودھارنا کے علاوہ مڈل آرڈر کی ریڑھ کی ہڈی مانے جانے والے اروندا ڈی سلوا، اشانکا گروسینا، روشان ماہنامہ اور سری لنکا کے چیمپئن کپتان ارجونا رانا ٹونگا موجود تھے۔ ایسے میں مشتاق احمد کی غیر موجودگی میں ایک اچھے لیگ سپنر کا ٹیم میں ہونا بے حد ضروری تھا اسی کمی کو پورا کرنے کے لیے ٹیم انتظامیہ اور سلیکشن کمیٹی نے نظریں دوڑائیں تو قرعہ فال نوجوان شاہد آفریدی کے نام نکلا لہٰذا آفریدی ویسٹ انڈیز سے کراچی پہنچے اور پھر ضروری کاروائی کے بعد فوراً نیروبی کے لیے روانہ ہو گئے کسے خبر تھی کہ یہ طویل تھکا دینے والا سفر ایک نئی تاریخ رقم کرنے کے لیے ہو رہا تھا اور ایک گوہر نایاب کرکٹ کی دنیا میں حکمرانی کے لیے تیار ہونے جا رہا ہے۔

آفریدی نیروبی پہنچے اور جس ٹیم میں شامل ہو رہے تھے اس میں پہلے سے ہی ایک سے بڑھ کر ایک اسٹار بلکہ سپر سٹار موجود تھے کپتان سعید انور۔ وسیم اکرم وقار یونس اعجاز احمد اور دیگر کئی نامی گرامی کھلاڑیوں سے سجی اس تجربہ کار ٹیم کے ساتھ پہلی بار ٹیم میں شامل ہو رہے نوجوان اور پر جوش شاہد آفریدی کو خوش آمدید کہا گیا۔ سینئرز اور تجربہ کار کھلاڑیوں نے نوجوان کو ایسا پرسکون ماحول فراہم کیا کہ اسے اس ماحول میں ایڈجسٹ کرتے ذرا دیر نہ لگی۔ نیٹ پریکٹس کے دوران نوجوان کو جب بیٹنگ کے لیے کہا گیا تو وہ خود حیران تھے کہ مجھے بطور لیگ سپنر بلایا گیا ہے لیکن ٹیم انتظامیہ مجھ سے بیٹنگ کیوں کروا رہی ہے۔ آفریدی نے نیٹ پریکٹس شروع کی تو وقار یونس، وسیم اکرم، ثقلین مشتاق، اظہر محمود کے خلاف اعتماد کے ساتھ کھیلے اور ان کی گیندوں پر کھل کر سٹروکس کھیلتے گئے تجربہ کار اور پرانے کھلاڑی اس نوجوان کی اس دلیری پر داد دیئے بنا نہ رہ سکے۔

اگلے روز پریکٹس شروع ہوئی تو وسیم اکرم اور وقار یونس پوری رفتار سے گیند کر رہے تھے جو گزشتہ دن کی پریکٹس میں کچھ رعائت تھی آج کی باولنگ میں بالکل نہ تھی لیکن آفریدی بغیر ڈرے تیزی سے آتی گیندوں کو پوری قوت سے شاٹس لگا کر دور کا رستہ دکھاتے رہے اور تمام ساتھی کھلاڑی اس کی دیدہ دلیری پر داد دیتے رہے۔ آفریدی کہتے ہیں کہ:

میں اپنی بیٹنگ سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں کچھ سینئر کھلاڑیوں کی آواز آئی آفریدی کو اوپنر یا ون ڈاون کے طور پر آزمایا جا سکتا ہے۔ کہتے ہیں! میں ظاہری طور پر حیران تھا لیکن دل میں بہت خوش تھا کہ میں بھی بیٹنگ میں کچھ کر سکتا ہوں۔

چار ملکی ٹورنامنٹ شروع ہو چکا تھا پاکستان کا پہلا میچ 2/ اکتوبر کو کینیا کے خلاف تھا آفریدی ٹیم کا حصہ بن چکے تھے اور انہیں اس بات کی اتنی خوشی تھی اور وہ اس قدر پر جوش تھے کہ رات کو صحیح طرح سو بھی نہ سکے۔

صبح ہونے والے میچ کے متعلق وہ کہتے ہیں:

آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو مجھے لگا کہ صبح ہو چکی ہے اور میں نے گراونڈ جانے کے لیے تیاری شروع کر دی اور اپنے ساتھی کھلاڑی شاداب کبیر کو بھی جگا دیا کہ جلدی اٹھو میچ کا وقت ہو گیا ہے۔ جب شاداب نے اٹھ کر ٹائم دیکھا تو رات کے اڑھائی بج رہے تھے۔ جب صبح تمام کھلاڑی بیدار ہو گئے تو آفریدی نے شاداب سے کہا بھائی! میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ میں مرلی دھرن اور سنتھ جے سوریا کو خوب چھکے مار رہا ہوں انہوں نے آفریدی کا خوب مذاق بنایا کہ بھائی تم تو رات سوئے ہی نہیں تو خواب کیسے دیکھ لیا۔

آفریدی نے پہلا میچ کینیا کے خلاف کھیلا۔ اس میچ میں ان کی بیٹنگ نہیں آئی جبکہ باولنگ میں دس اوورز میں بتیس رنز دیئے اور کوئی وکٹ حاصل نہ کر سکے۔

ریکارڈ ساز کارکردگی کا دن

4/ اکتوبر 1996ء کو پاکستانی ٹیم نیروبی کے جم خانہ گراونڈ میں ہزاروں تماشائیوں کی موجودگی میں ورلڈ چیمپین سری لنکا کی تجربہ کا ٹیم کے مدمقابل تھی سری لنکن ٹیم میں ایک سے بڑھ کر ایک باؤلر موجود تھا۔ شائقین کرکٹ کو کیا خبر تھی کہ آج ایک ریکارڈ ساز انگز دیکھنے والے خوش نصیب بننے والے ہیں۔

سری لنکن کپتان رانا ٹونگا نے ٹاس جیت کر فیلڈنگ کا فیصلہ کیا۔ کپتان سعید انور اور سلیم الٰہی نے انگ کا آغاز کیا۔ جب سکور 60 پر پہنچا تو سلیم الٰہی 23رنز بنا کر کمارا دھرما سینا کی گیند پر آوٹ ہو گئے۔ کریز پر آنے والے نئے بیٹسمین شاہد آفریدی تھے۔ آفریدی نے پہلی گیند روکی ان کے ہاتھوں میں ماسٹر بلاسٹر بھارتی بلے باز سیچن ٹنڈولکر کا بیٹ تھا جو انہوں نے وقار یونس کو تحفہ دیا تھا اور آفریدی کو یہ بیٹ وقار یونس نے بیٹنگ کرنے کے لیے دیا تھا جو آج تک آفریدی کے پاس موجود ہے۔ آفریدی نے دوسری ہی گیند پر چھکا لگا دیا۔سری لنکن ٹیم میں لیفٹ آرم فاسٹ چمندا واس - سجیوا ڈی سلوا - سپنر متھیہ مرلی دھرن۔ سنتھ جے سوریا۔ کمارا دھرما سینا جیسے کہنہ مشق بولرز شامل تھے۔ یہ تمام بولرز سوچتے رہ گئے کہ آفریدی کو ایسی کونسی گیند کروائی جائے جسے وہ باؤنڈری پار نہ بھیج سکیں۔ یہی وہ بولرز تھے جنہوں نے اسی سال آسٹریلیا کے خلاف سری لنکا کو لاہور کے قذافی اسٹیڈیم میں ون ڈے کا عالمی چیمپیئن بنوایا تھا لیکن آج ایک نوجوان ناتجربہ کار بیٹسمین انہیں پوری طرح بے بس کئے اپنی مرضی سے کھلا رہا تھا اور چند دن پہلے دیکھے خواب کی تعبیر عملاً پوری کر رہا تھا۔

لیفٹ آرم تجربہ کار سپنر جے سوریہ کے ایک ہی اوور میں آفریدی نے تین چھکے اور دو چوکے مارے۔ یہاں تک کہ دو مرتبہ گیندیں اسٹیڈیم سے باہر کار پارکنگ میں جا کر گریں۔ مرلی دھرن جیسے جادوگر نے بھی بے بسی سے گیند کو گراونڈ سے باہر جاتے دیکھا۔ لیکن آج آفریدی انہیں کسی قسم کی رعائت دینے کو بالکل تیار نہ تھے اور جو بولر بھی سامنے آیا وہ آفریدی کے قہر سے نہ بچ سکا اور سری لنکا کے فیلڈر اور سپورٹر بے بسی کی تصویر بنے رہے۔

آفریدی نے اپنے کیرئیر کی پہلی نصف سینچری محض 18 گیندوں پر مکمل کی یوں وہ صرف ایک گیند کی کمی سے جے سوریا کا 17 گیندوں پر نصف سینچری کرنے کا عالمی ریکارڈ برابر نہ کر سکے لیکن سینچری اور وہ بھی ورلڈ ریکارڈ سینچری مکمل ہونا ابھی باقی تھی۔ نوجوان آفریدی جس بے رحمی سے ہر گیند کو کھیل رہے تھے اور اپنی خواب کی تعبیر پوری کر رہے تھے وہ قابل دید و تحسین تھی۔

ان کے کپتان بائیں ہاتھ کے منجھے ہوئے اوپنر بیٹسمین سعید انور ہر چھکے اور چوکے پر ان کے پاس آ کر کبھی ان کا سر کبھی کندھا اور کبھی گردن تھپتھپا کر حوصلہ افزائی کر رہے تھے آفریدی نے مرلی دھرن کی گیند پر لیگ سائیڈ پر سویپ شاٹ کے ذریعہ چوکا مار کر اپنی سینچری صرف 37 گیندوں پر مکمل کی اس انگز میں 6چوکے اور 11 بلند و بالا چھکے شامل تھے وہ چالیس گیندوں پر 102رنز بنا کر ڈی سلوا کی گیند پر مرلی دھرن کے ہاتھوں کیچ آوٹ ہوئے۔ کپتان سعید انور نے بھی 13چوکوں اور 1چھکے کی مدد سے 120 گیندوں پر 115رنز کی خوبصورت انگز تراشی اور مرلی دھرن کی گیند پر روشان ماہنامہ کو کیچ تھما بیٹھے۔

آفریدی کی برق رفتار انگز سے پہلے ون ڈے کی تیز ترین سینچری کا اعزاز سنتھ جے سوریا کے پاس تھا جنہوں نے صرف چھ ماہ قبل سنگاپور میں پاکستان کے خلاف 48 گیندوں پر سینچری بنائی تھی۔

وقار یونس کہتے ہیں:

آفریدی نے انٹرنیشنل کرکٹ میں آ کر جس طرح دھواں دھار بیٹنگ کی وہ بڑا کارنامہ ہے۔

وقار یونس اس میچ کی یادوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے مزید کہتے ہیں کہ:

جب شاہد آفریدی چھکے پر چھکے مار رہے تھے تو ڈریسنگ روم میں سبھی اس انگز کو انجوائے کر رہے تھے اور جیسے کسی پارٹی کا ماحول بن گیا تھا لیکن سب کھلاڑیوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ہمیں ایک ایسا کھلاڑی مل گیا ہے جو گیم چینجر ہے۔

پاکستان نے اس میچ میں 9 کھلاڑیوں کے نقصان پر 371رنز کا بڑا ٹوٹل بنا ڈالا۔ جواب میں سری لنکن ٹیم پچاسویں اوور میں 289رنز بنا کر آل آوٹ ہو گئی۔ لیگ سپنر شاہد آفریدی نے 10اوورز میں 43رنز دے کر ایک کھلاڑی کو آوٹ کیا۔ اس طرح جہاں پاکستان یہ میچ بآسانی جیت گیا وہیں آئندہ دنیائے کرکٹ کے لیے تقریباً دو دہائیوں تک راج کرنے والا آل راونڈر پیدا کر دیا۔

آفریدی کا یہ ریکارڈ 17سال تک قائم رہا۔ یکم جنوری 2014ء کو نیوزی

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

لینڈ کے کھلاڑی کورے اینڈرسن نے ویسٹ انڈیز کے خلاف 36 گیندوں پر 100رنز بنا کر یہ ریکارڈ اپنے نام کیا۔لیکن ایک سال کچھ دن بعد ہی ویسٹ انڈیز کے خلاف جنوبی آفریقہ کے جارح مزاج بیٹسمین اے بی ڈیویلیئر نے 18/ جنوری 2015ء کو جوہانسبرگ میں 31 گیندوں پر سینچری بنا کر ون ڈے کی تیز ترین سینچری کے مالک بن گئے۔اے بی ڈی نے اس انگز میں صرف 44 گیندوں پر 149 رنز بنائے۔

شاہد آفریدی نے اس کے بعد بھی کئی یاد گار انگز کھیلیں اور کئی بار پاکستان کو ہارے ہوئے میچ جتواتے رہے۔مثال کے طور پر بنگلہ دیش کے خلاف ایشیاء کپ کا میچ ہو یا ویسٹ انڈیز میں-انڈیا کے خلاف ہو یا آسٹریلیا کے خلاف آفریدی اپنے پورے کیریئر میں ٹیم کے لیے اہم ثابت ہوتے رہے ٹیسٹ ہو ون ڈے ہو یا ٹی ٹوینٹی آفریدی ہر فارمیٹ میں حریف ٹیموں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔

آفریدی سے کسی نے پوچھا اس کے علاوہ کون سی انگز یاد ہے؟ کہنے لگے! آسٹریلیا کے خلاف ہوبارٹ میں جب گلین میگرا کو میں نے دو چھکے اور تین چوکے مارے تھے اسی طرح بریٹ لی کو دو چھکے اور ایک چوکا مارا تھا 26 گیندوں پر 56 کی انگز آج بھی یاد ہے۔

اسی طرح 2010ء کے ایشیاء کپ میں 109رنز کی انگز میں میں نے مرلی دھرن کو پانچ چھکے مارے تھے۔ پھر شائقین کرکٹ 2014ء کے ایشیاء کپ میں انڈیا کے خلاف آخری اوور میں آر ایشون کی دو گیندوں پر لگنے والے چھکے بھی کبھی نہ بھلا سکیں گے۔ یاد ہوگا جب بنگلہ دیش کے شہر میرپور کے شیر بنگلہ سٹیڈیم میں روایتی حریف انڈو پاک مدمقابل تھے ایک لمحہ کے لیے پاکستان میچ تقریباً ہار ہی چکا تھا۔شاہد آفرید کریز پر موجود تھے پاکستان کو آخری اوور میں جیت کے لیے 10رنز درکار تھے اور پاکستان کے 8 کھلاڑی آؤٹ ہو چکے تھے۔انڈین ٹیم نے اپنے سب سے کارگر ہتھیار سے حملہ کی پوری منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔آخری اوور میں گیند تجربہ کار رائٹ آرم سپنر روی چندرن ایشون کے ہاتھ میں تھی سامنے سعید اجمل تھے ایشون نے ایک کیرم بال کی لیکن اجمل اس مشکل گیند کو بالکل بھی پڑھ نہ پائے اور اجمل کی سویپ شارٹ مارنے کی کوشش ناکام بناتے ہوئے گیند لیگ سائیڈ سے ڈائریکٹ وکٹوں کو اکھاڑتے ہوئے نکل گئی اجمل آؤٹ ہو چکے تھے۔ پاکستان کو اب 5 گیندوں پر 10رنز کی ضرورت تھی آفریدی باولنگ اینڈ پر آخری امید بنے کھڑے تھے۔ پاکستان شائقین بے یقینی کی کیفیت سے دوچار دعاؤں میں مشغول سامنے جنید خان تھے اس صورت حال میں جنید خان کا پریشر ہینڈل کرنا بالکل ناممکن نظر آرہا تھا گراونڈ میں موجود بھارتی شائقین نے شور سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ کسی بھی طرح سنگل کرنا ضروری تھا تا کہ باقی بچی گیندوں کا سامنا مرد میدان شاہد آفریدی کر سکے۔ دوسری طرف ٹی وی پر میچ دیکھنے والے پاکستانی شائقین کی ڈھارس بندھانے کے لیے مشہور پاکستانی کومینٹیٹر رمیز حسن راجہ اپنی پوری کوشش کر رہے تھے اور مایوسی سے بچاتے ہوئے لہو گرمانے میں کوشاں تھے۔ ایشون نے آخری اوور کی دوسری گیند پھینکی جنید خان نے گرتے پڑتے ایک رن لے ہی لیا۔ یوں بوم بوم آفریدی کروڑوں پاکستانیوں کی واحد امید کریز پر انڈیا کے مہلک ہتھیار آر ایشون کا سامنا کرنے کو بالکل تیار کھڑے تھے پاکستان کو جیت کے لیے اب بھی 4 گیندوں پر 9رنز درکار تھے۔ ایشون نے اپنے ترکش سے بہترین تیر آفریدی کی طرف پھینکا آفریدی پوری طرح بھانپ چکے تھے۔تھوڑا سا پیچھے ہٹے لیگ سائیڈ کی وکٹ سے پیچھے ہٹ کر روم بناتے ہوئے پوری قوت سے بیٹ گیند پر دے مار۔ٹکراؤ بالکل درست تھا اور گیند فیلڈر کو منہ چڑھاتی چھ رنز کے لیے باؤنڈری سے باہر جا گری۔ پاکستان شائقین خوشی سے جھوم اٹھے۔ ادھر رمیز حسن راجہ کومینٹری سے سب کو سحر میں جکڑے ہوئے تھے جونہی گیند چھ رنز کے لیے گری رمیز نے کہا:

Its six Shahid Afridi.....Unbelievable short indians cant believe it

خیر منزل ابھی تھوڑی دور تھی اور خطرہ ابھی باقی۔ پاکستان کو ابھی بھی تین گیندوں پر 3رنز چاہیے تھے۔ آفریدی کے ہوتے ہوئے امید چھوڑی نہیں جا سکتی تھی۔ایشون نے پہلے سے بھی بہتر گیند پھینکی شاہد آفریدی نے پورا زور لگا کر بیٹ گھمایا گیند پوری طرح بیٹ پر تو نہیں آئی جس طاقت سے بیٹ مارا گیا تھا گیند کچھ دیر ہوا میں معلق رہنے کے بعد چھ رنز کے لیے باؤنڈری سے باہر جا گری۔ آفریدی کے دونوں ہاتھ اپنے مخصوص انداز میں ہوا میں بلند تھے جبکہ ایشون کے دونوں ہاتھ سر پر تھے۔ رمیز حسن راجہ کہہ رہے تھے:

Shahid Afridi you beauty

آفریدی نے 18 گیندوں پر 34رنز بنائے اور پاکستان میچ جیت گیا۔

بہرحال جب تک کرکٹ کا کھیل باقی رہے گا تب تک شائقین کی سماعتوں سے یہ آواز ٹکراتی رہے گی:

شاہد آفریدی یو بیوٹی

آئندہ بھی دنیائے کرکٹ میں میچ کی ایسی صورتحال پر کئی مڈل آرڈر اور فنشر ہٹر آتے رہیں گے مگر ہر دور اور ہر زمانے میں کرکٹ کے میدانوں میں ایک نام سپر ہٹر اور فنشر کے طور پر اس عظیم بلے باز کا نام گونجتا رہے گا۔

شاہد آفریدی اپنے آپ میں ایک زمانہ تھا۔ شاہد آفریدی ایک دور تھا۔ ہر کرکٹ شائق آپ کو رمیز راجہ کے الفاظ میں ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتا رہے گا کہ

شاہد آفریدی یُو بیوٹی

ایک سبق آموز بات

ادب سیکھنے کا راز

ایک کمزور اور عیوب سے لت پت انسان کو دیکھ کر خدا سے خوف رکھنے والا انسان جہاں جذبات شکر گزاری بجا لاتا ہے وہاں ان کمزوریوں سے ناپسندیدہ حرکات سے دُور رہنے کے عہد و پیمان بھی باندھتا ہے۔

کہتے ہیں حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا کہ تم نے ادب کہاں سے سیکھے ہیں۔ جواب دیا۔ ’’از بے ادباں‘‘ کہ بے ادبوں سے۔مزید استفسار پر بتلایا کہ ہر ناپسندیدہ چیز جو میں نے غیر میں دیکھی اس سے میں نے پرہیز کیا۔

(اداریہ: آئینہ جھوٹ بولتا ہی نہیں الفضل آن لائن لندن 21/ فروری 2020ء)

مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

4/ نومبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:07	17:43
مدینہ منورہ	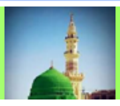	05:10	17:40
قادیان		05:24	17:37
ربوہ		05:04	17:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:31	16:32

فقہی کارنر

چہلم کی رسم ناجائز ہے

ایک شخص کا سوال حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کی خدمت میں پیش ہوا کہ چہلم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا:

’’یہ سنت سے باہر ہے‘‘

(بدر 14/ فروری 1907ء صفحہ 4)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)